حضرت فاطمہ زہرا (س) کی منزلت، قرآنی نقطۂ نظر سے

ڈاکٹر سید علی سلمان رضوی

جناب فاطمہؑ کی عظمت کو سمجھنے سے قبل قرآن کریم کی عظمت واہمیت کو مدّنظر رکھنا نہایت اہم ہے۔اس کے بعد ہی انسان فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عظمت و اہمیت کو درک کر سکتاہے۔

قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے جو دیگر تمام آسمانی کتابوں کے برخلاف ہر قسم کی تبدیلی و ترمیم سے محفوظ رہی ہے اور ابد الآباد تک ہر طرح کی قطع و برید نیز اضافات سے پاک رہے گی۔اس قرآن کے ظاہر و باطن اور مطالب و مفاہیم صدیوں سے اہل دنیا کی نظروں کے لیے باعث کشش رہے ہیں اور یہ کتاب انسانی معاشرے کو یہ خوشخبری دیتی رہی ہے کہ وہ ہرگز مایوس نہ ہوں۔اس نے یہ قطعی امید دلائی ہے کہ حق کو باطل پر، عدل و انصاف کو ظلم و ستم پر اور روشنی کو تاریکی پر ضرور غلبہ حاصل ہوگا۔

قرآن مجید کی آیات ۲۳سال کے عرصے میں ۶۱۰ء سے تیرہ سال تک مکہ معظّمہ اور دس سال تک مدینہ منورہ میں پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی کے ذریعے نازل ہوتی رہیں۔ حضرت رسولؐ یہ آیات لوگوں کو سنا دیتے اور کاتبان وحی انہیں کسی چیز پر لکھ لیتے۔ کاتبان وحی میں حضرت علیؑ کا مقام نہایت نمایاں و آشکار ہے۔

جب کوئی آیت نازل ہوتی تو کاتبان وحی اسے درختوں کی چھال ،حیوانات کی کھال ، سوتی یا ریشمی کپڑے ، کسی چوڑی ہڈی ،پتھر کی سِل ،مٹی کے برتن اور اگر کہیں کاغذ دستیاب ہو جاتا تو اس پر لکھ لیا کرتے۔ سب سے پہلی آیت سورۂ علق کا نزول ہے۔اس کے بعد کچھ عرصے تک نزول وحی کا سلسلہ منقطع رہامگر دوبارہ شروع ہو گیا۔

یہ وہ کتاب ہے جس(کے کتاب خدا ہونے) میں کچھ بھی شک نہیں۔(یہ کتاب)پرہیزگاروں کی رہنما ہے۔[۱] قرآن بشر کی ہدایت ورہنمائی اور حق و باطل کے درمیان تمیز پیدا کرنے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔قرآن پرہیز گاروں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔[۲]

قرآن نفس کو پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتا ہے اگر چہ وہ پہلے کھلی

ہوئی گمراہی میں (پڑے) تھے۔ ۳؎

مجموعی طور پر یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قرآن مجید درحقیقت، حق کا منشور اور ایک کتبی الٰہی آئین ہے۔یہ نبوت کا اعلان اور پیغمبر اکرمؐ کی صداقت و امانت داری کی شہادت دینے والی عظیم و مقدس کتاب ہے۔ یہ عقائد ،امر بالمعروف و نہی عن المنکر ،قضاوت ،سیاست، احکام، آداب، اخلاق اور علوم و معارف کے میدان میں اسلام کی سند ہے۔یہ پیغمبرؐ کا جاوید معجزہ ہے۔ ایسا حیرت انگیز معجزہ جس نے فصاحت وبلاغت کی دنیا کو اپنے سلیقہ بیان سے لاجواب کردیا ہے۔ یہ دنیا کے تمام شاعروں اور نادر افکار وخیالات پیش کرنے والوں کے لیے معجزہ آمیز حروف و کلمات کا مجموعہ ہے۔یہ ایک ایسی جامع اور تعمیری صفات کی حامل کتاب ہے جس کے سلسلے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے: "نَزَّلنَا عَلَيکَ الکِتَابَ تِبيَاناً لِکُلِّ شَيئٍ" یعنی ایسی جامع اور وسیع کتاب ہے جو ثابت حقائق ،شرعی قوانین کی وضاحت ، ناقابل تغیر الٰہی روایات اور تا قیام قیامت ہر دور کے لوگوں کی ہر طرح کی روحانی ،نفسیاتی اور سماجی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ہر طرح کے موضوعات اس کتاب میں موجود ہیں: " وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ" اس قرآن مبین میں اہل ادب کے لیے بلاغت کلام، فلسفیوں کے لیے فلسفہ، علوم الٰہیات اور دانشمندوں کے لیے ان کے مخصوص شعبوں کی لازمی معلومات ، قانون سازوں کے لیے تشکیل قوانین،سیاست کے ماہرین کے لیے فن سیاست کا ذکر ہے۔

جس قرآن مجید کی یہ عظمت ہے وہ قرآن، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شان میں آیتیں نازل کررہا ہے۔شہزادیٔ کائنات خدا وند عالم کی سب سے عظیم الشان پیغمبر کی بیٹی ،پہلے امام حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی شریکۂ حیات ، سلسلۂ امامت کی دو درخشندہ ترین شخصیتوں کی مادر گرامی ہیں۔فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا آخری رسالت الٰہیہ کا روشن و منور آئینہ ہیں نیز عالمین کی عورتوں کی سیدہ و سردار اور رسول اکرمؐ کی پاک و پاکیزہ ذریت کا صدف اور ان کی طیب و طاہر نسل کا سرچشمہ ہیں۔قرآن مجید نے خصوصی طور پر اہل بیت علیہم السلام کے کرداراور فضائل و کمالات کی تعریف کی ہے۔مورخین و مفسرین نے نقل کیا ہے کہ ان حضرات کی مدح و ثنا میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوئی ہیں بلکہ قرآن مجید کے متعدد سورے تو ان کے بتائے ہوئے جادۂ حق اور ان کے حسن عمل کی تائید اور مدح سرائی کے ساتھ ان کی پیروی کی دعوت سے مخصوص ہیں۔یہاں پر چند قرآنی سوروں کی آیتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں :

سورۂ کوثر

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت کا تذکرہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں ہے ، ان ہی آیات میں سے ایک سورہ کوثر ہے جو قرآن کریم کے ۱۱۴ سوروں میں سے سب سے چھوٹا سورہ شمار ہونے کے باوجود جامع ترین سورہ کہا جاتا ہے وہ سورہ یہ ہے:

"اِنّا اَعطیناکَ الکَوثَر . فَصَلِّ لِرَبّکَ وَانحر . اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الاَبتَرُ" ۴ یعنی اے رسولؐ ہم نے تم کو کوثر عطا کیا پس تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو بیشک تمہارا دشمن بے اولاد رہیگا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے جناب امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیراب اور نورانی صورت میں ہونگے جب کہ تمہارے دشمن پیاس سے زرد وہاں سے نکالے جائیں گے۔ ۵

مذکورہ روایت کی بنا پر کوثر سے مراد حوض کوثر ہیں نہ کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا، لیکن باقی تفاسیر میں اس سورہ کی شان نزول کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: ابن اسحاق نے تحریر کیا ہے کہ جب پیغمبرؐ کے فرزند جناب قاسم جو نوعمری میں دنیا سے رحلت کر گئے تو پیغمبرؐ مضطرب ہوئے اور آپ کے دشمنوں میں سے سرسخت دشمن عاص بن وائل تھا کہنے لگا حضرت محمد اپنے فرزند قاسم کے مرنے کے بعد بے اولاد اور مقطوع النسل رہیں گے کیونکہ اس زمانے میں بیٹیوں کو اولاد اور بقاء نسل شمار نہیں کیا جاتا تھا اس وقت خدا نے مشرکین کے اس طعنہ کا جواب سورۂ کوثر کے ذریعے دیا یعنی آپ پر سورۂ کوثر نازل کیا اور کہا کہ آپ کی نسل کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی بلکہ آپ کے دشمن ہی بے اولاد اور مقطوع النسل ہوں گے اور آپ کی نسل قیامت تک زہرا سلام اللہ علیہا کے ذریعے باقی رہے گی۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ کوثر حضرت زہراسلام اللہ علیہا کی شان میں نازل ہواہے۔ جس جگہ یہ سورۂ نازل ہوا وہ آج بھی سعودی عرب میں مسجد کوثر کے نام سے مشہور ہے اور حجاج اس مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ ۶

جناب فخر رازی جو اہل سنت کے مشہور و مقبول مفسر ہیں انھوں نے کہا: کوثر سے مراد اولاد پیغمبرؐ ہیں کیونکہ جب مشرکین نے پیغمبر اکرمؐ کے پاس اولاد ذکور نہ ہونے پر طعنہ دیا اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں اس سورہ کو نازل فرمایا۔ لہٰذا اہل بیت علیہم السلام پر بنی امیہ کی طرف سے ڈھائے گئے بے پناہ مظالم کے باوجود پیغمبر اکرم کی نسل سے امام

محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ اور امام علی رضاؑ جیسی ہستیاں وجود میں آئیں۔ ۷؎

سورۃ آل عمران

" فَمَن حَاجَّکَ فِیهِ مِن بَعدِ مَا جَائَکَ مِنَ العِلمِ فَقُل تَعَالَوا نَدعُ اَبنَائَنَا وَ اَبنَائَکُم وَ نِسَائَنَا وَ نِسَائَکُم وَ اَنفُسَنَا وَ اَنفُسَکُم ثُمَّ نَبتَهِل فَنَجعَل لَعنَةَ اللّٰهِ عَلَی الکَاذِبِینَ" ۸؎

پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا۔ اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) حضرت عیسی کے بارے میں مجادلہ کرے تو کہو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو لائیں اور تم اپنے نفسوں کو لاؤ اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ) میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ آیۂ مذکورہ کے متعلق جناب مولانا حافظ فرمان علی صاحب نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے بہت سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو۔ حضرت آدمؑ کی مثال بھی دی مگر ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی۔ جس کی بناپر رسولؐ اکرم نے حکم خدا سے قسما قسمی کا ارادہ کیا جسے مباہلہ کہتے ہیں۔ آپس میں یہ طے ہوا کہ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو لے کر جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے پر لعنت کریں۔

جس روز یہ مباہلہ ہونے والا تھا اس روز اصحاب ابن سنور کے در دولت پر اس امید میں جمع ہوئے شاید آپ ہمراہ لے جائیں مگر آپ نے اول صبح حضرت سلمان کو ایک سرخ کمبل اور چار لکڑیاں دے کر اس میدان میں ایک چھوٹا سا خیمہ نصب کرنے کے لیے روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو گود میں لیا اور امام حسنؑ کا ہاتھ تھاما اور جناب سیدہ آپ کے پیچھے اور حضرت علیؑ پیغمبرؐ کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کے پیچھے نکلے گویا اپنے بیٹوں کی جگہ نواسوں کو اور عورتوں کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اور نفسوں کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی خداوندا ہر نبی کے اہلبیتؑ ہوتے ہیں یہ میرے اہلبیتؑ ہیں ان کو ہر برائی سے دور اور پاک و پاکیزہ رکھ۔ جب اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب دیکھ کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھالو ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اس وقت

رسولؐ اکرم نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر اور سور کی صورت میں مسخ کرتا اور یہ میدان آگ بن جاتی اور نجران کا ایک فرد متنفس حتی کہ ایک چڑیا بھی باقی نہ بچتی۔ ۹

یہ آیۂ شریفہ حضرت علیؑ کی اعلیٰ فضیلت اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس وقت امہات المومنین (ازواج نبیؐ) اپنے گھروں میں موجود تھیں مگر رسولؐ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بلایا اور نہ ہی اپنی پھوپھی جناب صفیہ اور اپنی چچا زاد بہن جناب ام ہانی کو ساتھ لیا اور نہ ہی خلفائے ثلاثہ کی ازواج یا انصار و مہاجرین کی عورتوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے گئے۔اسی طرح آپ نے جوانان جنت کے دونوں سرداروں یعنی (امام حسنؑ اور امام حسینؑ) کے ساتھ بنی ہاشم یا صحابہ کے کسی بچہ اور جوان کو نہیں بلایا اور نہ ہی حضرت علیؑ کے علاوہ اپنے اعزاء و اقربا اور قدیم مسلمانوں اور اصحاب میں سے کسی کو دعوت دی۔جب رسول اکرمؐ ان چاروں حضرات کو لے کر باہر نکلے ۔جیسا کہ امام فخر رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: امام حسینؑ آپ کی آغوش میں تھے اور امام حسنؑ آپ کی انگلی پکڑے ہوئے تھے۔جناب فاطمہ (س) آپ کے پیچھے اور ان کے بعد حضرت علیؑ چلے آرہے تھے اور آنحضرتؐ ان سے یہ فرما رہے تھے : جب میں دعا کروں توتم لوگ آمین کہنا، ادھر اسقف نجران نے کہا :اے میرے عیسائی بھائیو! میں ان چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ خدا سے پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانے کی دعا کردیں تو وہ اسے وہاں سے ہٹادے گا۔ لہٰذا ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ مارے جاؤگے اور قیامت تک روئے زمین پر کسی عیسائی کا نام و نشان باقی نہ رہ جائے گا۔ ۱۰

فخر رازی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں کیونکہ آپ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے بیٹوں کو لے کر آئیں اور آپ حسنؑ و حسینؑ کو ساتھ لائے تھے لہٰذا ان دونوں کا فرزند رسولؐ ہونا بالکل طے شدہ بات ہے۔ ۱۱

سورۂ شوریٰ

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی فضیلت کے سلسلے میں ایک آیت آیۂ مودّت ہے"**قُل لَا اَسئَلُکُم عَلَیهِ اَجراً اِلَّا المُوَدَّةَ فِي القُربیٰ**" ۱۲ یعنی اے رسولؐ تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ) رسالت کا اپنی قرابتداروں (اہل بیتؑ) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا ہوں۔

جناب جابر نے روایت کی ہے ایک دیہاتی عرب، رسولؐ اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ! میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، رسولؐ نے فرمایا: گواہی دو "لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ" اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، وہ لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔اس عرب نے کہا کہ آپ مجھ سے کوئی اجرت طلب کریں گے؟ فرمایا: نہیں، صرف قرابتداروں کی محبت، اس نے کہا: میرے قرابتداروں یا آپ کے قرابتداروں کی محبت؟ رسولؐ نے فرمایا: میرے قرابتداروں کی محبت۔ وہ بولا: میں آپ کی بیعت کرتا ہوں لہذا جو شخص بھی آپ اور آپ کے قرابتداروں سے محبت نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہو، آپؐ نے فرمایا: آمین۔ ۱۳

زمخشری نے ذکر کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت رسول اللہ سے یہ سوال کیا گیا: یا رسولؐ اللہ آپ کے قرابتدار کون ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر واجب کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہ (س) اور ان کے دونوں بیٹے۔ ۱۴

سورۂ بقرہ

"فَتَلَقّٰیٓ اٰدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیم" ۱۵

پھر آدمؑ نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے پس خدا نے (ان الفاظ کی برکت سے)آدم کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔اس سلسلے میں اہل سنت کے ایک عالم جناب ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے:

" سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم عَنِ الکَلِمٰاتِ الَّتِی تَلَقّٰی اٰدَمُ مِن رَّبِّہٖ فَتَابَ عَلَیہِ قَالَ سَئَلَہ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیٍ وَ فَاطِمَۃَ وَالحَسَنِ وَالحُسَینِ اِلّا تبت عَلَیّ فَتَابَ عَلَیہ " یعنی پیغمبراکرمؐ سے سوال کیا گیا کہ وہ کلمات جن کی برکت سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ پنجتن پاک ہیں یعنی محمد ،علی ،فاطمہ ،حسن ، حسینؑ ہیں کہ حضرت آدمؑ نے ان کی برکت سے توبہ کی تو خدا نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ ۱۶

سورۂ احزاب

"اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذہِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَ یُطَھِّرَکُم تَطھِیراً" ۱۷

یعنی اے اہل بیت پیغمبرؐ خدا بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور تمہیں اسی طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسا پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

علمائے اہل سنت نے اس آیۂ شریفہ کی شان نزول کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت جناب ام سلمہ کے گھر نازل ہوئی ہے۔ جس وقت جناب ام سلمہ کے گھر میں حضرت پیغمبرؐ اور حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ باقی خاندان کے افراد بھی تشریف فرما تھے لیکن جب پیغمبرؐ اکرم نے اپنی عبا کو گھر کے کسی گوشے میں بچھایا اور پنجتن پاک کو باقی خاندان سے الگ کرکے فرمایا: خدایا"یہ میرے اہل بیتؑ ہیں ان پر درود و سلام ہو" پھر آیہ شریفہ نازل ہوئی لیکن جب حضرت ام سلمہ نے عبا کے قریب آنے کی خواہش کی تو پیغمبرؐ نے ان کو منع فرمایا اور کہا: اے ام سلمہ تم ایک بہترین خاتون ہو لیکن زیر عبا آنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس روایت کو جناب احمد بن حنبل نے مسند میں" صحیح ترمذی" اور خصائص النسائی سے ذکر فرمایا ہے کہ آیۂ تطہیر نازل ہونے کے بعد چھ ماہ تک ہر روز جناب پیغمبراکرمؐ صبح کی نماز کے وقت حضرت زہرا(س) کے دروازے پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے:

"اے میرے اہل بیتؑ، خدا نے ہی ارادہ کیا ہے کہ میرے خاندان میں سے تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور ہمیشہ پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے۔" ۱۸؎ رسولؐ اکرم بار بار یہی دہرا رہے تھے اور جناب ام سلمہ یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں اور آپ کی آواز بھی سن رہی تھیں۔ اسی لیے جناب ام سلمہ یہ کہتی ہوئی چادر کی طرف بڑھیں :اے اللہ کے رسولؐ میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوجاؤں؟ تو آپ نے ان کے ہاتھ سے چادر کا گوشہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا: نہیں، تم خیر پر ہو؟۔ ۱۹؎

سورۂ دہر

"**يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً وَيُطْعِمُونَ الطَّعامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيْماً وَأَسِيْراً۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُم لِوَجهِ اللهِ لَا نُرِيدُ مِنكُم جَزَاءً وَلَا شُكُوراً**" ۲۰؎

اس آیت کا ترجمہ: یہ ہے کہ وہ اس کی محبت میں محتاج ،یتیم اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے آرزومند ہیں۔

اہل سنت کے معروف و مشہور مفسّر جناب زمخشری اپنی تفسیر" الکشاف" میں مذکورہ آیت کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ ایک دن مریض ہوگئے ، اتنے میں پیغمبرؐ اکرم چند اصحاب کے ساتھ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: بچوں کی تندرستی اور شفا یابی کے لئے نذر کی نیت کریں۔

حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہرا(س)اور ان کی خادمہ نے نذر کے لیے نیت کی کہ اگر حسنینؑ شفایاب ہو گئے تو ہم تین دن روزہ رکھیں گے۔جب حسنین علیہم السلام صحت یاب ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت زہرا(س) اور جناب فضہ نے روزہ رکھنا شروع کیا لیکن افطاری کے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔حضرت علیؑ شمعون نامی یہودی سے تین صاع(تین سیر) گندم قرض لیکر دولت سرا میں آئے اور حضرت زہرا(س) کو دیا۔جناب فاطمہ زہرا(س) نے ایک صاع گندم سے پانچ روٹی پکائی اور افطاری کے لیے دسترخوان پر لاکر رکھی۔اسی وقت ایک سائل نے آواز دی: اے خاندان نبوت درود و سلام ہو آپ پر، میں ایک مسلمان مسکین ہوں میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔میری مدد کیجئے،خدا آپ کو جنت کی غذا نصیب فرمائے۔سائل کی آواز پرسب نے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سائل کو کھانا دے دیا اور اس دن کھانے کے بغیر، پانی سے افطار کرکے رات گزاری۔جناب فضہ نے بھی اسی طرح پانی سے افطار کیا۔جب دوسرے دن روزہ رکھا، جناب زہرا(س) نے دسترخوان پر روٹی رکھی، افطار کا وقت قریب آیا، اتنے میں ایک یتیم کی صدا بلند ہوئی: اے اہل بیتؑ پیغمبرؐ میں یتیم ہوں میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے میری مدد کریں۔یتیم کی آواز پر کھانا یتیم کو دے دیا اور پہلے دن کی طرح روزہ افطار کیا۔تیسرے دن روزہ رکھا، افطاری کے وقت حسب سابق آواز آئی کہ میں ایک اسیر ہوں میری مدد کریں، افطاری کو اسیر کے حوالے کر دیا اور پانی سے افطار کیا۔جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لیکر پیغمبرؐ کی خدمت میں تشریف لائے۔پیغمبر اکرم ﷺ ان کی بھوک کی حالت کو دیکھ کر حیران ہوئے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرت زہرا(س) کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔حضرت فاطمہ زہرا(س) بھوک وگرسنگی کے عالم میں عبادت خدا میں مشغول تھیں۔ان کا پیٹ کمر سے ملا ہوا ہے اور آنکھیں اندر دھنس چکی تھیں، یہ دیکھ کر پیغمبرؐ پریشان ہوگئے۔اتنے میں جبرئیل آئے اور کہا کہ اے پیغمبرؐآپ کو مبارک ہو، خداوند عالم نے آپ کو آپ کے اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں سورۂ دہر کو ہدیہ فرمایا ہے۔پھر انھوں نے اس سورہ کی تلاوت فرمائی۔۲۱

سورۂ رحمٰن

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ" ۲۲

خدا نے دو دریا بہائے جو آپس میں مل جاتے ہیں ،دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے جس

سے تجاوز نہیں کرتے۔علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس اور انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبراکرمؐ نے فرمایا: دو دریا سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور فاطمہ(س) ہیں اور برزخ (حدفاصل) سے مراد رسولؐ ہیں اور موتی و مونگے سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔ ۲۳؎

سورۂ ضحیٰ

"وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" ۲۴؎

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور تمہارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤگے۔اہلسنت کے معروف و مشہور محققین میں جناب عسکری نے "مواعظ"میں اور ابن لآل و ابن النجار اور ابن مردویہ نے اس آیت کے متعلق جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ جناب فاطمہ(س)کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا(س)چکی چلا رہی ہیں اور ان کے بدن پر اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی ایک چادر زیب تن ہے تو آپ نے فرمایا: اے فاطمہ (س)آخرت کی نعمتوں کے واسطے دنیا کی تلخی چکھو اور جلدی کرو۔اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۲۵؎

مذکورہ تمام آیات قرآنی سے یہ واضح ہوا کہ جناب فاطمہ زہرا(س) کائنات کی تمام خواتین سے افضل ہیں۔تمام عالم کے لیے آپ کی شخصیت سرچشمۂ ہدایت ہے۔جناب فاطمہ زہرا(س) باپ کے سامنے مثالی بیٹی ، شوہر کے سامنے مثالی زوجہ اور بچوں کے لئے مثالی ماں کی علامت ہیں۔

منابع و مآخذ:

۱۔ سورۂ بقرہ ،آیت ۲۔

۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۸۔

۳۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۴۔

۴۔ سورۂ کوثر،آیت ۱-۳۔

۵۔ صواعق محرقہ۔

۶۔ بحار الانوار ،ج۴۳، زندگانی فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا ،ص۱۲۰۔

۷۔ تفسیر کبیر ،ج۳۲، ص۱۳۲۔

۸۔ سورہ آل عمران، آیت ۶۱۔

۹۔ قرآن مجید، تفسیر: حافظ فرمان علی ،صفحہ ۶۷۔

۱۰۔ علامہ سید عبد الحسین شرف الدین کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو تمام محدثین و مورخین نے دسویں

ہجری کے واقعات کی تفسیر کے ذیل میں تحریر کیا ہے اور یہی مباہلہ کا سال ہے۔اسی طرح "صحیح مسلم" ج ۷، کتاب فضائل صحابہ، کشاف زمخشری، سورۂ آل عمران کی ۶۱ ویں آیت کے ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

۱۱۔ تفسیر الکبیر، اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں؛ "الصواعق المحرقہ" ص ۲۳۸۔

۱۲۔ سورۂ شوریٰ، آیت ۲۳۔

۱۳۔ حلیۃ الاولیاء: ج ۳، ص ۲۰۱۔ تفسیر الطبری: ج ۲۵، ص ۲۵، ۱۶، ۱۷۔ صواعق محرقہ، ص ۲۶۱۔

۱۴۔ الغدیر، ج ۳، علامہ امینی نے اس آیت کی شان نزول کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ یہ آیت اہل بیتؑ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اوراس سلسلے میں ۴۵ مآخذ ذکر کئے ہیں۔

۱۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۳۷۔

۱۶۔ تفصیلی معلومات کے لیے دُر منثور، ینابیع المودۃ، مناقب ابن مغازلی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

۱۷۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۳۔

۱۸۔ زندگانی حضرت فاطمہ زہرا (س) ص ۲۲۵۔ الکلمۃ الغراء فی تفصیل الزہرا، ص ۲۰۰۔ سید عبد الحسین شرف الدین فرماتے ہیں کہ اسے امام احمد نے اپنی صحیح کی جلد ۳، ص ۲۵۹ پر نقل کیا ہے۔اس روایت کو صحیح اور ابن ابی شیبہ، ابن حریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور طبرانی وغیرہ نے (حسن) قرار دیا ہے۔

۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ و مستدرک صحیحین، ج ۳، ص ۱۴۷۔ الدر منثور، ذیل تفسیر آیۂ تطہیر۔ طبری ۲۲۵، صحیح ترمذی، ج ۵، حدیث ۳۷۸۷، مسند احمد، ۶۲۹۲ و ۳۰۴۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۲۹۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۵۸۔

۲۰۔ سورۂ دہر، آیت ۸و۹۔

۲۱۔ کشاف، ج ۴۔ صفحہ مجمع البیان، ج ۱۰۔ المیزان، ج ۲۰، درمنثور، سورہ دہر کے ضمن میں۔

۲۲۔ سورۂ رحمٰن، آیت ۱۹، ۲۰۔

۲۳۔ تفسیر در منثور، جلد ۶، ص ۱۴۲، ۱۴۳، مشمولہ تفسیر فرمان علی مرحوم، ص ۶۳۶۔

۲۴۔ سورۂ ضحیٰ، آیت ۵۔

۲۵۔ در منثور، جلد ۶، ص ۳۶۱، سطر ۳۱، مطبوعہ مصر، مشمولہ ترجمہ و تفسیر فرمان علی، ص ۱۷۔